روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 213029
CPL 61

جلد 47-82 نمبر 100 | جمعہ | 1417ھ 9 ہجرت 1376ہش 9 مئی 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا نام معلق ہے اور دوسری کو مبرم کہتے ہیں۔ اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے۔ مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقات اور دعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتے' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ وہ اس دعا اور صدقات کا اثر اور نتیجہ کسی دوسرے پیرائے میں اس کو پہنچا دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 101)

موت وہی مبارک ہے جو خدا کے لئے اور دین کی خاطر ہو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

مرنا تو سب کو ہے لیکن موت وہی مبارک ہے۔ جو خدا کے لئے اور اس کے دین کی خاطر ہو۔ غلہ ہزاروں من ضائع ہو جاتا ہے لیکن کیا وہ قیمتی کہا جا سکتا ہے یا اسے جو انسان کے پیٹ میں جائے۔ پھر وہ پھل قیمتی ہے جسے انسان کھائے یا وہ جو اگرچہ کچھ زیادہ دنوں درخت پر رہے لیکن گل سڑ کر زمین پر گر پڑے۔ یقیناً ماننا پڑے گا کہ وہی پھل قیمتی ہے جسے انسان نے کھایا اور جو انسان کے جسم کا کوئی جزو بنا اور خدا کی رضا کے ماتحت چلنے والا ہوا۔ مثلاً وہ سیب کس قدر قیمتی تھا جس کو محمد رسول اللہ ﷺ نے کھایا۔ اور وہ آپ کے جسم اطہر کا کوئی حصہ بنا اور اس نے اس ذریعہ سے خدا کی رضا کے حاصل کرنے والے کام کئے۔ تو اس سیب کو نہایت قیمتی کہا جائے گا۔ اور اس کی موت و قربانی قابل قدر ہو گی۔ جو آنحضرت ﷺ کے وجود کا جزو ہوئی۔ اسی طرح وہ جان جو خدا کی راہ میں صرف ہوئی۔ وہ قیمتی ہو سکتی ہے یا وہ جو یونہی ضائع ہو گئی یقیناً خدا کی راہ میں قربان ہونے والی قیمتی ہے۔

پس جب موت ہر ایک انسان کو لگی ہوئی ہے اور اس سے کوئی باہر نہیں تو پھر کیوں انسان اپنی جان ایسی جگہ صرف نہ کرے جس سے خدا کی رضا حاصل ہو۔ کیونکہ مبارک ہے وہ موت جو خدا کے لئے قبول کی جائے۔ بابرکت ہے وہ مال جو اس کی راہ میں صرف ہو اور جس کا نتیجہ رضائے مولیٰ ہو اور افسوس ہے اس زندگی پر جو خرچ تو ہو مگر حق و صداقت کے لئے خرچ نہ ہو۔ افسوس ہے اس مال پر جو صرف تو ہو لیکن رضائے مولیٰ کے لئے صرف نہ ہو۔ ضائع ہو گئی وہ زندگی جو خدا کے لئے نہ دی گئی اور تباہ ہو گیا وہ مال جو اس کی راہ میں صرف نہ ہوا۔ اور برباد ہو گیا وہ وقت جو خدا کی محبت سے خالی گزرا۔ خدا نے تو انسان کے لئے بڑے بڑے اعلیٰ درجے کے مدارج رکھے ہیں مگر افسوس کہ اکثر انسان ان کی طرف سے لاپرواہی کرتے ہیں۔ (-)

انسان اپنی اس ابتداء کو دیکھے اور پھر انتہا پر نظر کرے۔ ابتداء میں تو یہ کہیں گوشت میں نظر آتا ہے۔ کہیں سبزی میں۔ کہیں غلہ وغیرہ میں۔ مگر انتہا یہ ہوتی ہے کہ ازلی ابدی خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی ہر جگہ اور ہر حالت میں اور ہر شر اور ہر مصیبت میں حفاظت کرتا ہے اور اگر ضرورت پڑے تو اس کی خاطر لاکھوں انسانوں کو قربان کر ڈالتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کون سا درجہ ہے جو انسان کو حاصل ہو سکتا ہے لیکن یہ کس طرح حاصل ہو سکتا ہے اسی طرح کہ خدا کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دیا جائے۔ اور جو خدا کے لئے اپنے آپ کو قربان کرتا ہے وہ ضرور کامیاب ہو جاتا ہے۔

(از خطبہ 17- ستمبر 1918ء)

عطیہ برائے گندم

○ ہر سال مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے۔ اس کار خیر میں ہر سال مخلصین جماعت حصہ لیتے ہیں۔ للذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں۔

جملہ نقد عطیہ جات بد گندم کھاتہ نمبر 230-4550/3 معرفت افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمادیں۔

(صدر کمیٹی امداد مستحقین گندم جلسہ سالانہ ربوہ)

غریبوں کو ہرگز بے دل نہ ہونا چاہئے ان کا قدم آگے ہی ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی مصروفیات

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی' روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو وڈیو (یو۔کے) سے اس کی وڈیو حاصل کر سکیں۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

ہفتہ 29- مارچ 1997ء آج بچوں کے ساتھ ملاقات کا پروگرام تھا۔ حضرت صاحب نے سٹوڈیو میں تشریف لاتے ہی فرمایا کہ میں پندرہ منٹ لیٹ ہوں لیکن آپ سے معذرت نہیں کروں گا کیونکہ یہ وقت افریقہ میں بورکینا فاسو میں ہونے والے جلسہ سالانہ کے لئے احمدیہ ٹیلی ویژن پر ان کے جلسے کے افتتاح پر صرف ہوا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ بہتوں کو ہدایت سے نوازے گا۔ یہ میرے لیٹ آنے کی تشریح ہے۔

اتوار 30- مارچ 1997ء آج انگریزی بولنے والے افراد کے ساتھ ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا۔ قارئین کے استفادہ کے لئے سوالات اور جوابات کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

○ جہنم کے بارے میں ایک سوال پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہر جہنمی کی جہنم اس کی اپنی تیار کردہ ہے۔ خدا تعالیٰ انسانوں کی طرح کا جج نہیں ہے جنہیں قانون پر چلنا پڑتا ہے بلکہ وہ سپریم ماسٹر بھی ہے جسے چاہے معاف کر سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ انسان میں توبہ کے آثار دیکھتا ہے تو توبہ قبول کر لیتا ہے۔

○ کیا عمل ارتقاء یعنی انسان کی پیدائش کا ارتقاء یا اس کا بلیو پرنٹ اپنے کمال کو پہنچ چکا ہے؟

حضرت صاحب نے فرمایا۔ نہیں قیامت سے پہلے انسانیت کی ایک اور قسم جو اس سے بہتر ہو گی جگہ لے لے گی۔ Dimensions بدل جائیں گی۔ ہم بالکل تصور نہیں کر سکتے کہ وہ کس قسم کے لوگ ہوں گے لیکن تخلیق کا مقصد یعنی عبادت مد نظر رہے گا۔ عبادت کس طرح کی جائے گی' ان کے جسم اور دل کیسے ہوں گے' یہ سب باتیں پردہ اخفاء میں ہیں۔

○ تھوک کے حساب سے خودکشی کا مذہب سے کیا تعلق ہے؟

حضرت صاحب نے فرمایا یہ صرف ماڈرن عیسائیت کا دھندا ہے۔ غلط عقائد Cult بن جاتے ہیں اور ایک توڑ مروڑ کر بنایا ہوا عقیدہ دوسرے کو جنم دے دیتا ہے۔

○ اسلام تو امن اور اتحاد کا مذہب ہے اور مسلمان قومیں آپس میں لڑ بھڑ رہی ہیں۔ امن اور اتحاد کس طرح پیدا کیا جا سکتا ہے؟

حضرت صاحب نے فرمایا کہ خدا اپنے دین کو بھی جبر سے نہیں منواتا تو میں اس خواہش کو کیسے منوا سکتا ہوں۔ اس کا موثر علاج یہی ہے کہ جماعت احمدیہ کو پیش کریں کہ کس طرح وہ تمام ممالک میں ہے اور امامت کے ہاتھ پر جمع اور امن میں ہے۔

سوموار 31- مارچ 1997ء آج

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

9- ہجرت 1376 ہش 9 - مئی 1997ء

دعوت الی اللہ میں اخلاق حسنہ کی ضرورت

عقائد کا درست ہونا تو بہرحال لازمی ہے عقائد درست نہ ہوں اور ان میں حقیقت پسندی نہ پائی جاتی ہو تو انسان ان پر عمل کرتا ہوا اپنی زندگی کو بہتر نہیں بنا سکتا۔ عقائد ہی سے نیت پھوٹتی ہے اور نیت عمل کا منبع ہے۔ عقائد درست ہوں تو نیت بھی درست ہوگی اور اس کے نتیجہ میں اعمال بھی درست ہوں گے لیکن اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عقائد تو درست ہوتے ہیں لیکن لوگ اپنی نیت کو ان عقائد کے مطابق نہیں بناتے۔ بعض اوقات یہ بھی سنا جاتا ہے کہ یہ عقیدہ تو رسمی عقیدہ ہے۔ گویا کہ وہ اس بات کو مانتے تو ہیں لیکن رسمی طور پر۔ عقل کے لحاظ سے وہ بات انہیں درست معلوم نہیں ہوتی۔ یا وہ اس کے ساتھ ہم آہنگی نہیں رکھتے پس یہ نہایت ضروری ہے کہ عقائد درست ہوں نیت ان کے مطابق ہو اور عمل کا عزم ہو۔ اگر یہ تینوں چیزیں اکٹھی ہو جائیں تو انسان اپنی زندگی کو بڑی آسانی سے سنوار سکتا ہے جہاں تک عقائد کا تعلق ہے ہر مذہب کے پیرو کچھ نہ کچھ عقائد تو رکھتے ہی ہیں۔ ان کا آپس میں بعض امور میں اتفاق بھی ہو سکتا ہے اور بعض امور میں اختلاف بھی۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان عقائد کے مطابق نیت کے لحاظ سے وہ دنیا کو کس قدر فائدہ پہنچا سکتے ہیں یا ان کی اپنی ذات کو کس حد تک حقیقی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

ہم دعوت الی اللہ کا عزم رکھتے ہیں اور دعوت الی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو خدا کے آستانہ پر لایا جائے۔ خدا کے آستانے پر لا کر ہی انہیں سچے عقائد دیئے جا سکتے ہیں جن کی وجہ سے ان کی زندگی راست روی کی زندگی ہو سکتی ہے۔ لیکن جہاں تک دعوت الی اللہ کا تعلق ہے یہ محض زبانی کلامی کرنے والی بات نہیں ہے۔ یہ ہمارے اندر سے پھوٹنی چاہئے۔ ہم میں لوگوں کو یہ بات نظر آنی چاہئے کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں تو خود بھی ہمارا سفر اسی کی طرف ہے۔ ہمارے خدا تعالیٰ سے ایسے تعلقات ہیں کہ اگر دوسرے لوگ بھی ایسے ہی تعلقات پیدا کرلیں تو انہیں فائدہ ہوگا۔ یہ ہے دعوت الی اللہ اور دعوت الی اللہ کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہماری اپنی زندگی میں ایک تبدیلی آئے۔ اس تبدیلی کا تعلق اخلاق حسنہ سے ہونا چاہئے۔ وہ ہمیں اور ہمارے گھروں کو دیکھیں اور یہ محسوس کریں کہ ان کے اخلاق بہتر ہیں۔ اخلاق اس وقت تک بہتر ہو ہی نہیں سکتے جب تک انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پر غور کر کے اپنے آپ کو اس کی طرف جانے کا سفر اختیار نہ کرلے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں چونکہ مختلف مذاہب کے پیروؤں کے عقائد مختلف ہیں اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ ایک رنگ میں اخلاق حسنہ کی اہمیت عقائد سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ اگرچہ صحیح عقائد کے ساتھ حقیقی طور پر اخلاق حسنہ حاصل ہو جاتے ہیں لیکن جس حد تک بھی کسی مذہب کی موجودہ صورت میں سچائی موجود ہے اس کے پیروکاروں کے اخلاق اتنے بہتر ضرور ہونے چاہئیں۔ اگر اخلاق حسنہ پر لوگ عمل پیرا ہو جائیں تو عقائد کے اختلاف کے باوجود ان کے آپس کے تعلقات بہتر ہو سکتے ہیں۔ اور اخلاق حسنہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ گھر سے اس کا آغاز کیا جائے۔ خاوند اور بیوی کے تعلقات بہتر ہوں۔ باپ اور بیٹی کے تعلقات بہتر ہوں۔ باپ اور بیٹوں کے تعلقات بہتر ہوں۔ ماں اور بیٹیوں اور ماں اور بیٹوں کے درمیان تعلقات بہتر ہوں۔ تعلقات بہتر ہونے ہی سے ہم اس دنیا کو جنت نظیر بنا سکتے ہیں اگر ہمارا معاشرہ اخلاق حسنہ پر قائم نہ ہو تو گھروں میں بھی جھگڑے ہوں گے اور گھروں کے جھگڑے پھیلتے پھیلتے شہروں اور ملکوں تک جا پہنچیں گے۔

پس ہم جو دعوت الی اللہ کر رہے ہیں اس کی بنیاد اخلاق حسنہ ہونی چاہئے۔ سب سے پہلے ہم اپنے آپ میں اخلاق حسنہ پیدا کریں اور پھر اپنے آپ کو دوسروں کو دکھاتے ہوئے دوسروں میں بھی اپنے اخلاق حسنہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اخلاق سدھر جائیں تو دل سدھر جاتے ہیں بات آسانی سے سمجھ آسکتی ہے۔ اور دعوت الی اللہ کرنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ بات اس رنگ میں کی جائے کہ سمجھ میں آجائے۔ کیونکہ اگر ہم بولتے رہیں اور بولتے ہی رہیں اور دوسروں پر اس کا کوئی اثر نہ ہو تو اس کا یقیناً یہی مطلب ہوگا کہ ہماری بات سمجھ نہیں آتی۔ ہم جو بات کہتے ہیں اس میں لوگوں کو حقیقت پسندی نظر نہیں آتی۔ کیونکہ حقیقت پسندی نظر آجائے تو لوگ اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کریں گے۔ جہاں تک اخلاق حسنہ کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں ہم ایک چھوٹا سا اقتباس حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ایک خطبہ سے پیش کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:-

"جب تک ہمارے گھروں سے اخلاق حسنہ کے نمونے جاری نہ ہوں جب تک خاوند اور بیوی کے درمیان' باپ اور بیٹی اور باپ اور بیٹوں کے درمیان' ماں اور بیٹیوں اور ماں اور بیٹوں کے درمیان' ایک جنت کا سا معاشرہ قائم نہ ہو اور اخلاق حسنہ کے پاک نمونے گھروں میں جاری نہ ہوں اس وقت تک یہ دعویٰ کہ ہم دنیا کو تبدیل کردیں گے محض ایک جنت الحمقاء میں بسنے والی بات ہے یعنی احمق بھی تو ایک جنت بنا لیا کرتے ہیں وہ ان جنتوں میں جا بستے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ جنتیں اور ہیں جن میں ان لوگوں کی رسائی ہوگی جو صاحب عقل ہیں۔ احمق کو وہاں تک کوئی رسائی نہیں"

پس دعوت الی اللہ جس کے ذریعے ہم ساری دنیا کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور ساری دنیا کو خدا کے آستانہ پر لانا چاہتے ہیں اس کے لئے سب سے بڑی ضرورت ہمارے اخلاق حسنہ ہیں۔ صرف باتیں کرنا اور ان باتوں کے مطابق لوگوں کو اپنے قریب لے آنا کافی نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ ایک جنت تو احمقوں کی جنت بھی ہوتی ہے اور ایک جنت عقل مندوں کی جنت ہے۔ ہمیں عقل مندوں کی جنت بنانا ہے۔ ہمیں لوگوں کو اس جنت میں لانا ہے جو عقل مندوں کی جنت ہے اور اس جنت کی بنیادی ضرورت حقیقت پسندی ہے۔ ہم نے حقیقت پسندی کے ساتھ اپنے اخلاق حسنہ دنیا کے سامنے پیش کرنے ہیں اور ایسا کرنے کے لئے ہم نے اپنا آغاز اپنے گھر سے کرنا ہے۔ اپنا تجزیہ انسان زیادہ آسانی سے اور درستی سے کر سکتا ہے۔ دوسروں کے متعلق ہم سوچتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ہماری سوچ درست نہ ہو۔ لیکن اپنے متعلق ہم سوچتے ہیں تو یقیناً ہماری سوچ درست ہوتی ہے۔ ہمیں اپنے گھر سے اخلاق حسنہ کا آغاز کرنا چاہئے اور پھر اسے دعوت الی اللہ کے لئے استعمال کرتے ہوئے دنیا کو ایک ایسی جنت کی طرف لانا چاہئے جو عقل مندوں کی جنت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے آمین

میں چیمپئن نہیں ہوں کھلاڑی ضرور ہوں
کھیلا ہوں ساری عمر بڑے اہتمام سے
جو بھی ملا ہے کام' اسی میں جُتا رہا
کچھ رابطہ رہا نہ نمود اور نام سے

ابو الاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد ضیاء الحق چوہدری- امریکہ

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

اخی المکرم جناب نسیم سیفی صاحب

میں حضرت صاحب کے ہومیو پیتھی کے نوٹ فوٹو کاپی کر کے ایک فائل میں لگالیتا ہوں کل اس فائل کو دیکھ رہا تھا تو 2 نومبر 1994ء کے الفضل میں آپ کا ایک مختصر سا مضمون حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہ جہانپوری کے بارہ میں پڑھا تو ذہنی کیفیت کچھ یوں تھی کہ۔

دور تک کل بزم ہستی میں دیئے جلتے گئے
دیر تک کل عمر رفتہ کا خیال آیا مجھے

گذشتہ ماہ دفتر الفضل میں دوران ملاقات آپ کا ارشاد کہ لکھا کرو لکھتے رہا کرو ذہن پر مسلط ہوا قبل ازیں برادرم مکرم ثاقب زیروی صاحب نے بھی متعدد بار یہ ارشاد فرمایا لیکن ہمیشہ ہی میری کوتاہ علمی کوتاہ قلمی کا باعث رہی پھر عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ تساہل سے بھی مغلوب ہوتا گیا۔ حضرت حافظ صاحب کی وفات پر میں نے کچھ لکھا تھا جو کہ الفضل کی دو اقساط میں شائع ہوا تھا بعد میں وہ پرچے مجھ سے جامعہ کے ایک طالب علم لے گئے جو کہ حضرت حافظ صاحب پر مقالہ لکھنا چاہتے تھے۔ آج میں جو لکھ رہا ہوں اس میں کچھ ان باتوں کی تکرار ہوگی۔ کوئی بات ایسی بھی ہوگی جو پہلے نہیں لکھ سکا تھا۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل میں اور آپ کے مضمون سے تحریک پا کر کہ حضرت حافظ صاحب کے بارہ میں کچھ لکھا جائے منسلکہ تحریر حاضر ہے۔

دعاؤں کا محتاج ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ بالخیر کرے میری اولاد اور اولاد در اولاد کو احمدیت سے وابستہ رکھے۔ خدا تعالیٰ سب کو متقی بنائے اور وہ جماعت کے لئے ایک مثبت اثاثہ ہوں۔ آمین۔

محمد ضیاء الحق چوہدری- امریکہ

جلسہ حضرت امام جماعت الثانی منعقدہ دہلی سے تھوڑا ہی عرصہ بعد برادرم چوہدری عزیز احمد صاحب زندگی وقف کر کے قادیان گئے اور دفتر محاسب میں خدمت سپرد ہوئی۔ کچھ ہی عرصہ بعد میں دہلی سے قادیان حاضر ہوا اور "دارالواقفین" میں بھائی عزیز احمد کے پاس ٹھہرا۔

برادرم برکات احمد صاحب راجیکی دفتر امور عامہ میں خدمت بجالا رہے تھے ان کے عزیز بھائی کی وجہ سے بہت قریب کا تعلق تھا۔ ان کے چھوٹے بھائی مبشر احمد راجیکی ادبی ذوق رکھتے تھے اور حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے بھی ساتھ لے گئے پھر میرا یہ روز کا معمول بن گیا۔

وہاں سے میری نیاز مندی شروع ہوئی اور حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضری قادیان 'لاہور' اور ربوہ ان ایام میں میرے لئے لازمی ہو گئی جب کبھی میں ان مقامات پر ہوتا اور حضرت حافظ صاحب بھی وہاں ہوتے۔

جس سال مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ پہلی مرتبہ قادیان آئے۔ میں بھی قادیان میں موجود تھا اور آرچرڈ صاحب کے ساتھ والے کمرہ میں مہمان خانہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ حضرت حافظ صاحب کے پاس یوں تو ہمہ وقت احباب کی آمد و رفت رہتی تھی لیکن عصر کے بعد ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب باقاعدگی سے تشریف لانے والوں میں سے تھے۔ جونہی حضرت مفتی صاحب کے بیرونی صحن میں داخل ہونے کا حافظ صاحب کو علم ہوتا آپ تکیہ سے ٹیک لگا کر نیم دراز ہوں یا لیٹے ہوئے ہوں فوراً اٹھ جاتے اور حضرت مفتی صاحب کے کمرہ میں داخل ہونے تک پلنگ سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جاتے ایک قدم آگے بڑھ کر مصافحہ کرتے حضرت مفتی صاحب اکثر فرماتے ہیں حافظ آپ تکلیف نہ فرمایا کریں لیٹے رہا کریں۔ لیکن حضرت حافظ صاحب کے اس معمول میں کبھی فرق نہ آتا۔

اس مجلس میں بشیر احمد آرچرڈ صاحب بھی آ جاتے تو حضرت مفتی صاحب ان سے گفتگو فرماتے دن کے وقت حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں آرچرڈ صاحب آتے تو مجھے ترجمہ کی سعادت ملتی۔

آرچرڈ صاحب رخصت گزار کر واپس جانے لگے تو اپنی دوبارہ آنے کی تاریخوں سے مجھے اطلاع دی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر میں بھی ان تاریخوں میں دہلی سے قادیان آجاؤں تو مناسب رہے گا۔

میں حسب پروگرام حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ آرچرڈ صاحب ہفتہ بھر سے تشریف لائے ہوئے ہیں اور بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ اس مرتبہ میرا قیام اسی کمرہ میں تھا جس میں کہ بشیر آرچرڈ صاحب مقیم تھے۔ وہ روز رات کو عشاء کے بعد بیت مبارک تشریف لے جاتے تھے اس خواہش کے ساتھ کہ وہ بیت مبارک میں سب سے زیادہ نفل ادا کرنے والے ہوں۔ ایک روز فجر سے قبل کی عبادت کے بعد بیت سے آئے تو سخت مایوسی کی حالت میں کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کلام نہیں کرتا۔ میری خواہش ہے کہ خدا مجھ سے بولے۔ میں نے صبح یہ کیفیت حضرت حافظ صاحب سے گزارش کر دی وہ بہت فکر مند ہو کر فرمانے لگے بہت فکر کا مقام ہے اور اسی قسم کے ایک دو اور فقرات فرمائے بعد میں مجھے بشیر آرچرڈ صاحب کو بلانے کا ارشاد فرمایا۔ وہ آئے تو ان سے فرمایا کہ آپ ایک خط یا درخواست اپنی ملکہ کو لکھیں کہ فلاں وقت اور فلاں دن وہ آپ سے ملاقات کرے بشیر آرچرڈ صاحب ان دنوں فوج میں سیکنڈ لیفٹیننٹ تھے حیرت سے بولے میں ملکہ کو یہ کہہ سکتا ہوں میری یہ حیثیت نہیں اس پر حافظ صاحب نے فرمایا کہ پھر ہم اس احکم الحاکمین کو کیسے مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ ضرور ہم سے بات کرے مسئلہ بشیر آرچرڈ صاحب کی سمجھ میں آ گیا۔

ملک عطاء الرحمٰن صاحب واقف زندگی دعوت الی اللہ کے لئے فرانس جانے والے تھے دارالواقفین کی بالائی چھت پر ایک برآمدہ تھا وہاں ان کو الوداعی چائے دی گئی جس میں حضرت امام جماعت الثانی بھی تشریف لائے متعدد رفقاء کار بھی موجود تھے۔ حضرت صاحب نے کسی بات کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ "رفقاء کے بارہ میں تو میرا طریق یہ ہے کہ وہ کسی بھی وقت بغیر پیشگی وقت لئے ملاقات کے لئے آسکتے ہیں" اس کے بعد جب میری ملاقات حضرت حافظ صاحب سے ہوئی اور میں نے آپ کو کمرہ میں تنہا پایا (ایسے اوقات بہت کم ہوتے تھے کہ آپ تنہا ہوں) تو گزارش کی کہ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں لیکن اس کے لئے مجھے اردو کے متبادل الفاظ نہیں مل رہے۔ حافظ صاحب نے بے ساختہ فرمایا "تسیں گل کرو جی" میری جہالت کہ میں نے فوراً کہا کہ "پھیر گل ایہہ جے کہ تہاڈیاں تاں موجاں ای موجاں' متبسم ہوئے اور فرمایا یہ موجاں موجاں کیا ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی آپ کے تو مزے ہی مزے ہیں جب چاہیں حضرت صاحب سے مل سکتے ہیں ساتھ ہی میں نے حضرت صاحب کے ارشاد کا حوالہ بھی دیا۔ آپ خاموش ہو گئے آپ سر کے اوپر ہمہ وقت ایک سبز رنگ کا رومال آنکھ کی خرابی کی وجہ سے رکھتے تھے جو کہ ریش مبارک کے نیچے تک لٹکتا رہتا تھا۔ اس سے چہرہ چھپا لیا۔ جسم پر رعشہ سا طاری ہوا اور ضعف ہو گیا۔ میں نے پکڑ کر ہٹایا۔ تلوے ملنے شروع کئے۔ جسم دبایا۔ خمیرہ پاس رکھا تھا وہ دیا۔ میں اس قدر پریشان ہوا کہ سمجھ نہیں آتی تھی کیا کروں۔ عرض کیا کسی کو بلاؤں۔ ہاتھ کے اشارے سے منع فرما دیا۔ میری جو حالت تھی میں ضبط تحریر میں لانے سے قاصر ہوں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کروں۔ اپنی حماقت کا قطعی احساس نہیں تھا۔ صرف یہ خیال تھا کہ اچانک کسی بیماری کا حملہ ہوا ہے۔ کافی وقت کے بعد طبیعت سنبھلی۔ اٹھ کر بیٹھے تو ارشاد فرمایا۔

"میاں اگر میں یہ حلفاً کہوں کہ میں نے آج تک حضرت صاحب کا چہرہ نہیں دیکھا تو کیا مان لو گے۔ اس جلال اور جمال کو برداشت کرنے کی طاقت کہاں سے لاؤں" بس اسی قدر فرمایا پھر سسکیوں سے رو دیئے اور لیٹ گئے۔ یہ تھا عرفان مقام امامت۔ اس روز یہ عقدہ کھلا کہ۔

"ہر کہ عارف تراست ترساں تراست"

ایک مرتبہ حضرت امام جماعت الثانی دعوتوں میں اسراف پر تقریر فرما رہے تھے یہ تو یاد نہیں کہ یہ جلسہ سالانہ کی کوئی تقریر تھی یا کسی خطبہ میں ایسا فرمایا تھا۔ حضرت صاحب نے دعوتی کھانے میں اسراف کے حوالے سے فرمایا کہ ایک مرتبہ امامت اولیٰ کے زمانہ میں یا شاید اس سے بھی قبل کی بات ہوگی بہرحال آپ کے مسند امامت پر متمکن ہونے سے قبل کا واقعہ تھا کہ حضرت صاحب یوپی میں تشریف لے گئے۔ کسی مخلص صاحب ثروت احمدی نے حضرت صاحب کی دعوت کی شہر کے کافی رؤسا بلوائے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ فرشی نشست تھی۔ اور حضرت صاحب کا حصہ اس قدر تھا کہ اگر آپ اپنے سامنے' دائیں اور بائیں۔ پوری لمبائی تک بھی ہاتھ پھیلاتے تو آپ کا حصہ ختم نہیں ہوتا تھا اسی طرح باقی مہمانوں کے ساتھ تھے اور سب کے حصے کی نشان دہی پھولوں کی لڑیوں سے کی گئی تھی۔ انہی دنوں یا بعد میں کسی وقت یہ بات ذہن میں آئی اور میں نے حضرت حافظ صاحب سے پوچھا کہ آپ تو یوپی کے تمام احمدی رؤسا کو جانتے ہوں گے۔ حضرت صاحب نے جو فلاں دعوت کا ذکر فرمایا تھا وہ کون صاحب تھے۔ حافظ صاحب نے گردن جھکا لی اور آہستہ سے فرمایا "وہ خوش نصیب میں ہی تھا"

ایک مرتبہ کسی دوست کے استفسار پر قبول احمدیت کے سلسلہ میں فرمایا کہ کلام الٰہی کے ایک حصہ کے معنی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ کسی طرح سے تسکین نہیں ہوتی تھی۔ کلام الٰہی کی کسی بھی آیت کی تنسیخ کے قائل نہیں تھے۔ طبیعت کی بے چینی دن بدن بڑھتی رہی حتیٰ کہ آپ صاحب فراش ہو گئے۔ بخار رہنے لگا۔ آپ کی ایک ہمشیرہ اور والد بہت بڑے عالم تھے انہوں نے بھی اس مسئلہ کے حل کے لئے دعائیں کرنی شروع کیں یہ خود بھی دن رات دعاؤں میں مصروف تھے کہ ان کے ملنے والے کوئی صاحب کسی سلسلہ میں پنجاب آکر واپس گئے ان سے ملے تو ذکر کیا۔ کہ امرتسر کے فلاں مطبع میں گیا تھا تو وہاں پر مولوی غلام احمد قادیانی کی کوئی کتاب چھپ رہی تھی یہ چند اوراق چھپے تھے میں لے آیا ہوں۔ اس کے بعد حافظ صاحب نے فرمایا کہ وہ چند اوراق جب مجھے دیئے تو ابھی ان میں مطبع کی سیاہی کی تازگی کی بو تھی اور یہ "آئینہ کمالات (-)" کا وہ حصہ تھا جس میں حضرت صاحب نے مندرجہ بالا حصہ کی تشریح فرمائی ہے۔ حافظ صاحب بہت ہی مزے سے اور جذبہ تشکر سے یہ بات سناتے تھے فرماتے اس کے بعد مجھ میں اور احمدیت میں کیا مانع تھا۔

حضرت حافظ صاحب سے میری نیاز مندی کا عرصہ ربع صدی کے لگ بھگ تھا۔ اب لکھنے بیٹھا ہوں تو بات سے بات یاد آتی چلی جا رہی ہے۔ بیعت کے سلسلہ میں ایک مرتبہ اپنی بہن کے متعلق فرمایا کہ جب حافظ صاحب نے بیعت کی۔ عزیز و اقارب کو علم ہوا تو ان کی بہن جو کہ خود بھی صاحب علم تھی نے ایک روز ان سے کہا "بیعت کرنی تھی کسی سید کی [illegible]" کچھ اس قسم کے مفہوم کی بات تھی۔ آپ نے جواباً صرف یہ فرمایا "ہمشیر۔ آپ تو عالمہ ہیں پھر یہ کیسی بات کہہ دی" اس پر وہ خاموش ہو گئیں آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔ آپ ٹھیک ہیں میں نے غلط کہا۔

قیام پاکستان کے بعد حافظ صاحب کا قیام ابتداً جودھامل بلڈنگ لاہور کی بالائی منزل کے ایک کمرہ میں تھا۔ میں بسلسلہ ملازمت راولپنڈی مقیم تھا۔ میں دہلی ہی سے نہایت باقاعدگی سے جن بزرگوں کو دعا کے لئے خطوط لکھنے کی سعادت حاصل کرتا تھا ان میں حافظ صاحب بھی تھے جن کے ساتھ یہ تعلق بھی ابتداء سے لے کر آپ کی وفات تک رہا۔ جب تک صحت نے اجازت دی اپنے ہاتھ سے تحریر فرماتے رہے۔ پھر لکھوانا شروع کر دیا۔ نہایت ہی محبت سے خطاب فرماتے کبھی عزیزم 'کبھی میرے پیارے اور کبھی دلنواز' کے الفاظ سے اس نابکار کو لکھتے۔ 1950ء سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لے کر 1954ء کے وسط تک میں لاہور میں مقیم رہا۔ اور یہ عرصہ زیادہ باقاعدگی کے ساتھ حافظ صاحب کی خدمت میں حاضری کی توفیق ملی۔ آپ کو میں نے عموماً بستر پر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگائے نیم دراز حالت میں لکھتے دیکھا۔ بغیر لائین کا سفید کاغذ اسے لمبائی کے رخ دہرا کر کے بائیں ہاتھ پر رکھ کر تیزی سے لکھتے تھے کاغذ کو سہارا دینے کے لئے کوئی سخت چیز گتہ یا کتاب وغیرہ نہیں رکھتے تھے۔ خوشخط تھے اور عموماً کاتبوں کی طرز پر صاف اور خوبصورت لکھائی ہوتی تھی۔ 1947ء کے بعد جودھامل بلڈنگ ہی میں ایک مرتبہ اس ظلم وستم اور بربریت کا ذکر ہو رہا تھا جس کا نشانہ ان ایام میں مہاجرین بنے کہ حافظ صاحب نے اپنے بستر پر رکھی کتب کے نیچے سے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی اپنی ایک طویل نظم دی۔ مجھے علم نہیں اس کی کوئی اور نقل بھی کسی کے پاس تھی یا نہیں۔ البتہ 1974ء میں لاہور چھاؤنی میرے مکان پر ایک مرتبہ برادرم ثاقب زیروی تشریف فرما تھے تو کسی طرح حضرت حافظ صاحب کا تذکرہ ہوا اس پر میں نے وہ نظم ثاقب صاحب کو دے دی۔ انہوں نے اگلے ہی شمارے میں اس کے کچھ حصے شائع کر دیئے۔ پھر بعد میں ایک مرتبہ پوری نظم بھی شائع کی۔ شاید دو سے زیادہ مرتبہ لاہور میں شائع ہوئی اس سے قبل کم از کم میری نگاہ سے جماعت کے کسی جریدہ میں اگر وہ شائع ہوئی ہو تو نہیں گزری۔ اب 1995ء الفضل کے سالنامہ میں پوری نظم

خالی نہیں جاتیں کبھی مظلوم کی آہیں

کے عنوان سے چھپی ہوئی دیکھی ہے۔

اغلباً یہ 1950 کی بات ہے پنجاب کے اکثر علاقے سیلاب کی لپیٹ میں تھے۔ اس سلسلہ میں میں ایک اہم خدمت پر مامور تھا ایک روز میری جیب میں کچھ رقم تھی بینک جانے کی فرصت نہ تھی یا کوئی اور وجہ کہ میں نے وہ رقم حضرت حافظ صاحب کے پاس اماناً رکھوا دی۔ آپ نے روپے ہاتھ میں پکڑتے ہی ارشاد فرمایا کہ یہ تو طے ہے کہ عندالطلب یہ رقم آپ کو مل جائے گی کیا اس کی قید تو نہیں کہ یہی نوٹ آپ کو واپس ملیں۔ میں امانت کے سلسلہ میں اس درجہ احتیاط پر حیران رہ گیا۔

اسی جودھامل بلڈنگ کا ایک اور واقعہ مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ ایک روز شدید گرمی اور حبس تھا۔ میں حضرت حافظ صاحب کے کمرہ میں داخل ہوا تو بجلی کا پنکھا بند تھا۔ آپ پسینہ سے شرابور ایک گتہ سے خود کو ہوا کر رہے تھے۔ میں نے بجلی کے بٹن کو اوپر نیچے کرنے کی کوشش کی تو آپ نے صرف اس قدر فرمایا کہ چلے گا نہیں۔ میں جلدی سے نیچے آیا تاکہ کسی الیکٹریشن کو تلاش کروں۔ سیلونی کی دکان پر چوہدری غلام مجتبیٰ (ایڈووکیٹ) مل گئے میں نے ان سے ذکر کیا تو انہوں نے بتایا کہ بجلی کاٹ دی گئی ہے چونکہ میٹر مشترکہ تھا اور طے شدہ بجلی کا بل بروقت انجمن کے کسی کارکن کی غلطی کی وجہ سے انہیں ادا نہیں ہوا تھا۔ میں پریشانی کے عالم میں اوپر گیا حضرت حافظ صاحب سے ماجرہ گزارش کیا انہوں نے فرمایا انہیں علم ہے اور جو کیا ٹھیک کیا انہیں وقت پر رقم نہیں ملی غلطی کارکن کی ہے۔ میرے منہ سے جذبات میں یہ بات نکلی کہ میں اس کارکن کی شکایت حضرت صاحب سے کروں گا۔ حافظ صاحب بے قراری سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور نہایت خفگی سے فرمایا۔ میاں کیا کہا تم نے اپنے بھائی کی شکایت کرو گے حضرت صاحب کی خدمت میں۔ استغفار کرو۔ آپ کے چہرہ پر خفگی کے آثار اور مجھے بار بار استغفار کی ہدایت مجھے کبھی نہیں بھولی میری اس وقت جو حالت تھی اس کے بیان کی بھی مجھ میں طاقت نہیں۔

مضمون لمبا ہوتا جا رہا ہے اور بات سے بات یاد آتی جاتی ہے میرے یہ مشاہدات جو کہ قریب 25 سال پر محیط ہیں ایک نشست میں ان کا بیان تو ممکن نہیں اور نہ ہی یادداشت اس حد تک ساتھ دے رہی ہے۔

آپ کو کتب سے اس قدر پیار تھا کہ ایک مرتبہ میری موجودگی میں کسی صاحب نے حضرت حافظ صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ پر کبھی اپنے والد کی طرف سے بھی شادی کے لئے اصرار نہیں ہوا؟ آپ نے جواباً فرمایا ہوا لیکن جب میں نے ان کی خدمت میں یہ گزارش کی کہ میں شادی تو کر لوں لیکن ان بیویوں کو کس کے سپرد کروں۔ اگر ان کا حق ادا کروں گا تو اس کی حق تلفی ہوگی۔ آپ کی شاہجہانپوری میں ایک بہت بڑی لائبریری تھی جس پر تقسیم ملک کے بعد حکومت ہند نے قبضہ کر لیا۔ اس پر اپیل کی گئی حافظ صاحب بے حد اضطراب میں تھے۔ جودھامل بلڈنگ میں ہی تھے۔ کئی روز یہ کیفیت رہی ایک روز میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ چہرہ پر معمول کی بشاشت ہے میں نے سمجھا کہ شاید لائبریری کا کوئی خوشگوار فیصلہ ہو گیا ہے۔ میرے استفسار پر فرمایا کہ جب بے قراری ناقابل برداشت ہو گئی تو آپ چارپائی سے اتر کر زمین پر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوئے۔ اور دعا یہ مانگی کہ لائبریری کا فیصلہ تو اے اللہ آپ کی جو مشیت ہو گی ہو جائے گا لیکن مجھے سکینت تو عطا فرما دیں اسی حالت میں فارسی کا یہ مشہور شعر القاء ہوا۔

کار سازِ ما بفکرِ کارِ ما
فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

آپ فرمانے لگے اس لمحہ کے بعد طبیعت پر کوئی بوجھ نہیں رہا۔

میرے ایک دوست چوہدری نصیر احمد صاحب (مالک الائیڈ سائنٹیفک سٹور لاہور) میرے زیر دعوت الی اللہ تھے ایک دو مرتبہ میں نے انہیں حافظ صاحب سے بھی ملوایا شروع میں وہ احمدیت کے کافی قریب آ کر پھر مخالفت سے گھبرا کر کچھ وقت کے لئے پیچھے ہٹ گئے۔ میرا طریق تھا کہ ربوہ سے واپس ہوتے وقت آپ سے ضرور مل کر آتا۔ میں حاضر ہوا دیکھا اکیلے بیٹھے ہوئے تھے تمام جسم پر سوج پڑی ہوئی تھی۔ میرے ساتھ میری بیوی اور بچے بھی تھے میں نے سلام کیا جواب میں صرف ہونٹ ہلے۔ میں نے بہت قریب جا کر طبیعت کا پوچھا تو بہت ہی آہستہ سے جسے میں کان لگا کر سن سکا یہ فرمایا کہ " اب تو چل چلاؤ کا وقت ہے اب طبیعت کیسی' ذرا سے توقف سے استفسار فرمایا " آپ کے اس تاجر دوست کا کیا بنا" جس پر میں نے کچھ ناامیدی کی بات کی تو اونچی آواز میں جسے میری بیوی اور بچوں نے بھی سنا فرمایا۔

"میں نے اس کے چہرہ پر ایمان کا نور دیکھا ہے جاؤ اور اس کا پیچھا کرو" میں سلام کر کے چلا آیا اور چند روز بعد ہی آپ کی وفات کی خبر آ گئی۔

حضرت حافظ صاحب کے ایک ہم وطن جو کہ غیر از جماعت تھے مکرم حلیم صاحب 1949ء میں آر ڈی نس کلودنگ فیکٹری سیالکوٹ کے مدار المہام تھے ریٹائرمنٹ کے قریب تھے بہت صاحب ذوق اور سنجیدہ بزرگ تھے۔ دہلی اور راولپنڈی سے میرے شناسا تھے۔ ایک مرتبہ حضرت حافظ صاحب کی شعر گوئی کا تذکرہ ہوا تو حلیم صاحب نے مجھ سے پوچھا۔ کہ کیا آپ نے حضرت حافظ صاحب کی واسوخت پڑھی ہے۔ شعر کی اس صنف سے نہ میں تب واقف تھا نہ اب ہوں۔ میرے انکار پر انہوں نے کہا کبھی حافظ صاحب سے مانگیں ملے تو مجھے بھی دیں۔ ساتھ ہی انہوں نے کہا

باقی صفحہ 7 پر

بیٹھا ہوں سرِ راہ' اٹھا دے گا زمانہ
اے کاش کہ مل جائے کوئی اور ٹھکانہ

ہے دشت نوردی مری فطرت کا تقاضا
سستانے کا ہے سایۂ دیوار' بہانہ

میں بھی کبھی سمجھا نہیں اطوار جہاں کے
اور سچ ہے کہ سمجھا نہیں مجھ کو بھی زمانہ

"ہوتا ہے شب و روز تماشہ مرے آگے"
اور لوگوں نے مجھ کو بھی تماشا ہی کہا' نا

غیروں کے گلے شکووں سے محروم رہا کب
اٹھتی ہے جو اب ٹیس یہ ہے درد، پرانا

یادوں کے دھندلکے میں ٹپکتے ہیں جو آنسو
کر دیتے ہیں وہ ہجر کے موسم کو سہانا

ہر بات مری شدّتِ جذبات میں ڈھل کر
بن جاتی ہے انساں کی اخوت کا ترانہ

ہر شخص میں آتی ہے نظر تجھ کو برائی
الزام کوئی اپنے بھی سر پر تو لگا' نا

ہے وقت کی رفتار مری زیست کی دشمن
ہے سر پہ لٹکتی ہوئی تلوار' زمانہ

جینے کا سلیقہ بھی نسیم اس کو نہ آیا
جس شخص نے مرنے کو حقیقت نہیں جانا

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلام مصطفیٰ تبسم

اخلاقی تعلیم

اخلاق اور اعمال کی درستی کے متعلق 1925ء میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے امام جماعت احمدیہ الثانی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نصائح فرماتے ہیں۔

اس کے لئے سب سے پہلا طریق وسطی اور میانہ روی ہے۔ نہ تو بچے پر اتنی زیادہ سختی کی جائے کہ اسے دوسرے بچوں سے ملنے کا موقع ہی نہ دیا جائے۔ اور نہ اتنی نرمی کی جائے کہ خواہ وہ کچھ کرتا پھرے اس کی نگرانی نہ کی جائے۔ اگر اسے دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے کودنے سے روک دیا جائے گا۔ تو اس سے اس کے اخلاق درست نہیں ہو سکیں گے۔ کیونکہ ایسی صورت میں وہ اس بات کے لئے تیار رہتا ہے کہ بدی اس کے سامنے آئے اور وہ جھٹ اسے قبول کر لے۔ کیونکہ بدی کا مقابلہ ارادہ کی قوت سے ہوتا ہے اور وہ اس وقت تک نہیں پیدا ہو سکتی جب تک بچہ اچھے اور برے دونوں قسم کے بچوں سے نہ ملے۔ جس بچے کو گھر میں بند رکھا جائے اور کسی سے ملنے نہ دیا جائے وہ پچاس برس کی عمر میں بھی لڑکا ہی رہے گا۔ کیونکہ اس کی مثال اس کانچ کے برتن کی سی ہوگی جسے ذرا ٹھوکر لگی اور وہ ٹوٹ گیا۔ جب بھی کوئی بدی اس کے سامنے آئے گی وہ مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ لیکن اگر وہ لوگوں سے ملتا رہے تو اس کے اندر شناخت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے۔ اور بدی سے بچنے کی طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جن بچوں کی ہمیشہ سختی کے ساتھ نگہداشت کی جاتی ہے وہ بہت کمزور ہوتے ہیں اور وہ اگر نیکی بھی کرتے ہیں تو عادت کے ماتحت' نہ کہ بدی کے مقابلہ کی طاقت کی وجہ سے۔ یہی وجہ ہے کہ بدی کے پیش ہونے پر بہت جلد اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جن کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے اور کسی قسم کی نگرانی نہیں کی جاتی ان کی مثال ان بھیڑوں کی ہے جنہیں بھیڑیوں کے آگے چھوڑ دیا جائے۔ اگر وہ بداخلاقی سے بچے رہیں یا ان کی کسی طرح اصلاح ہو جائے تو اس میں ان کے ماں باپ کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر وہ تباہ ہو جائیں اور ان کے اخلاق برباد ہو جائیں تو اس کے ذمہ دار ماں باپ ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے فرض کی ادائیگی سے غفلت کی اور اپنی اولاد کی کچھ نگرانی نہ کی۔

غرض بچوں کے اخلاق کی درستی میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے نہ تو اتنی تنگی کرنی چاہئے کہ وہ کسی سے مل ہی نہ سکیں اور نہ اتنی آزادی دینی چاہئے کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں اور ان کی کوئی نگہداشت نہ کی جائے۔

بچے عام طور پر اخلاق ماں باپ سے نہیں سیکھتے بلکہ زیادہ تر اخلاق دوسرے بچوں سے سیکھتے ہیں مگر ماں باپ کا یہ پتہ لگاتے رہنا فرض ہے کہ بچے کیا سیکھ رہے ہیں۔ اور یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ کیونکہ بچے جو کچھ دوسروں سے سیکھتے ہیں وہ جھٹ دوسروں کے سامنے بھی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح ان کے عیوب کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اگر ماں باپ عمدگی سے ان کی اصلاح کرنی چاہیں تو بہت آسانی سے کر سکتے ہیں لیکن بہت ہیں جو بچے کی ایسی حرکات پر جو ناپسندیدہ ہوتی ہیں۔ پیار اور محبت کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے۔ اور اگر یہ ایک آدھ دفعہ کہہ بھی دیا تو پھر خیال نہیں رکھتے اور بہت سے ایسے ہیں کہ ان کو ان کے بچوں کے عیب بتلائے جائیں تو وہ لڑنے لگ جاتے اور خواہ مخواہ اپنے بچے کی تائید کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ بچوں کی لڑائی کی وجہ سے بڑوں میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ تو سب سے پہلی اور نہایت ضروری بات یہ ہے کہ ماں باپ بچوں سے ناجائز محبت نہ کریں۔ اگر کوئی ان کے بچے کے متعلق شکایت کرے تو اس کی اصلاح کی تجویز کریں۔ اگر بچہ جھوٹ بولتا ہے یا چوری کرتا ہے یا کوئی اور بدی اس میں ہے تو اسے سرزنش کریں لیکن ایسی سختی بھی نہ ہو کہ بچہ ان سے چھپ کر بدی کرنے لگے بعض لوگ اتنی سختی کرتے ہیں کہ بچہ پھر یہ کوشش کرتا ہے کہ میرے عیب کا ماں باپ یا کسی اور کو پتہ نہ لگے۔ اس طرح وہ پوشیدہ عیب کرنے کا عادی ہو جاتا ہے اور ایسے بچوں کے عیوب کی اصلاح ناممکن ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہمیشہ اس بات کی بھی نگرانی کرنی چاہئے کہ بچہ چھپ کر عیب نہ کرے تا اس کے عیوب کا پتہ لگتا رہے اور اس طرح بڑی آسانی سے اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

عیب کس طرح پیدا ہوتا ہے اور اسے کس طرح چھڑایا جا سکتا ہے۔ یہ ایک بڑا علم ہے جسے میں اس وقت چھوڑتا ہوں۔ اس وقت جو بیان کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اخلاق اور اعمال کی درستی کے لئے نہ تو بچوں پر سخت پابندی کی جائے کہ وہ کسی ۔ ۔ مل سکیں اور نہ ان کو بالکل آزاد رہنے دیا جائے کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں ان کی کوئی نگرانی نہ کی جائے۔ دوسرے یہ کہ بچوں سے ناجائز محبت بھی نہ کی جائے۔

اس بات کی تفصیل کے بعد اب میں یہ بھی بتلاتا ہوں کہ جہاں اپنے بچوں کی اصلاح کی فکر اور نگہداشت ضروری ہے وہاں دوسرے بچوں کے اخلاق و عادات کی نگہداشت بھی ضروری ہے۔

پس آپ جب تک دوسروں کے بچوں کے اخلاق کی بھی نگرانی نہیں کریں گے۔ اپنے بچوں کی طرف سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔

عام علاجوں میں سے ایک یہ بھی ہے جو (حضرت امام جماعت الاول) بھی فرمایا کرتے تھے کہ بچوں کو بعض مفید فقرے یاد کروا دیئے جائیں جن میں ان کو بتایا جائے کہ ہم یہ کریں گے یہ نہیں کریں گے۔

میں نے بتایا ہے کہ خواہ ماں باپ کتنی بھی کوشش کریں کہ ان کا بچہ بداخلاقیوں کے بد اثر سے محفوظ رہے جب تک بچے کی صحبت اور مجلس نیک نہ ہوگی اس وقت تک ماں باپ کی کوشش بچوں کے اخلاق درست کرنے میں کارگر اور مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔ بے شک ایک حد تک ان کی اچھی تربیت سے بچوں میں نیک خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اگر بچے کی عمدہ تربیت کے ساتھ اس کی صحبت بھی اچھی نہ ہو تو بد صحبت کا اثر تربیت کے اثر کو اتنا کمزور کر دیتا ہے کہ اس کی تربیت کا ہونا نہ ہونا قریباً مساوی ہو جاتا ہے بچپن کی بد صحبت ایسی بد عادات بچے کے اندر پیدا کر دیتی ہے کہ آئندہ عمر میں ان کا ازالہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ ایسے آدمی کے قلب میں دو متضاد کیفیتیں پیدا ہو جاتی ہیں ایک طرف تو ماں باپ کی نیک تربیت اس کو نیکی کی طرف کھینچتی ہے اور دوسری طرف بد صحبت بدی کا میلان اس کے اندر پیدا کرتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ اسی کشمکش میں مبتلا رہتا ہے اور نفسِ لوامہ کے اثر سے اس کو کبھی آزادی حاصل نہیں ہوتی۔ ماں باپ کی تربیت اگر خشیتہ اللہ اس کے اندر پیدا کرتی ہے تو بد صحبت اس کے مقابلہ میں اس کی ہمت اور حوصلے کو پست کر دیتی ہے۔ پس کامل تربیت اسی وقت ہو سکتی ہے جب اچھی تربیت کے ساتھ صحبت بھی اچھی ہو۔

لیکن جیسا کہ میں نے بتایا تھا بچوں کو کسی سے نہ ملنے دینا اور انہیں قید رکھنا بھی کوئی نیک نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا کیونکہ اس طرح جہاں اس کی تربیت نامکمل رہتی ہے وہاں اس کے اعضاء کی نشوونما بھی اچھی طرح نہیں ہو سکتی۔ وہ بچہ جسے بدی کے اثر سے بچانے کے لئے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنے کا موقعہ نہیں دیا جاتا ایک طرف اس کی صحت خراب رہتی ہے اور اس کے اعضاء پوری طرح نشوونما حاصل نہیں کر سکتے دوسری طرف ایسے بچے ساری عمر بچے ہی رہتے ہیں خواہ ان کی عمر چالیس پچاس سال کی ہی ہو جائے۔ کیونکہ وہ اسی وقت تک بدی سے بچے رہ سکتے ہیں جب تک کہ بدی ان کے سامنے پیش نہیں ہوتی۔ لیکن جب بھی بدی ان کے سامنے پیش ہو وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور جھٹ اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

پس بچوں کو دوسرے بچوں سے نہ ملنے دینے اور علیحدہ قید رکھنے سے ہم ان کو بدی کے اثرات سے محفوظ نہیں رکھ سکتے بلکہ اس طرح اور بھی زیادہ ان کو بدیوں کے اثرات کو جلد تر قبول کرنے کے قابل بنا دیتے ہیں۔ ان حالات میں ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کون سے طریق ہیں جن سے بچوں کی تربیت عمدگی کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت صاحب کی تمام نصائح پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ بورکینافاسو کے آٹھویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

ممبرز آف پارلیمنٹ اور دیگر معززین کی شرکت

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا احمدیہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ براہ راست خطاب۔ اجتماعی بیعت کے روح پرور مناظر

جماعت احمدیہ بورکینا فاسو کا آٹھواں جلسہ سالانہ مورخہ 29' 30۔ مارچ 1997ء منعقد ہوا۔ جلسہ کی تیاری کئی ماہ پہلے سے شروع کی جا چکی تھی اور مقامی جماعتوں کو دعوت نامے بھجوائے گئے تھے لیکن چونکہ اکثر جماعتیں دور دراز علاقوں میں ہیں اور ان کو ٹرانسپورٹ بھی میسا نہیں لہٰذا واگاڈوگو میں جلسہ سالانہ کے علاوہ مختلف صوبوں میں احباب کی سہولت کے لئے جلسوں کا انتظام ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں 16۔ مارچ 97ء کو ایک جلسہ Banogo میں منعقد ہوا جس میں آٹھ صد احباب شریک ہوئے اور دوسرا جلسہ Kombessery میں منعقد ہوا۔

جلسہ سالانہ بورکینا فاسو کے انتظامات کے سلسلہ میں 27۔ مارچ کو ایک بہت بڑا وقار عمل ہوا اور انتظامات مکمل کئے گئے لیکن اتفاق سے 28۔ مارچ کو شدید بارش ہوئی' خدام نے دوبارہ اسی روز بڑی محنت سے کام کیا اور تمام انتظام درست کئے۔ اس بارش کا فائدہ یہ ہوا کہ ایک روز پہلے کی شدید گرمی کا زور ٹوٹ گیا۔

29۔ مارچ کو 9 بجے تلاوت سے افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا جس کی صدارت محترم محمد ادریس صاحب امیر بورکینا فاسو نے کی۔ عربی قصیدہ کے بعد محترم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ قادیان کے پہلے جلسہ میں 75 احباب شامل ہوئے تھے اور آج خدا کے فضل سے 75 سے زائد ممالک میں پہلے جلسہ کی اتباع میں جلسے ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد صداقت دین حق کے موضوع پر ایک تقریر ہوئی اور پھر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا حاضرین سے براہ راست خطاب احمدیہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ نشر ہوا تو فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ یہ منظر قابل دید تھا۔ اس وقت 1600۔ احباب کے علاوہ تین ممبران اسمبلی' بورکینا فاسو کے بادشاہ کا نمائندہ' مسلم کمیونٹی کے صدر' اتحاد المسلمین کے نمائندہ اور شہر کے بہت سے معززین موجود تھے۔ حضرت صاحب نے خطاب کے بعد اجتماعی بیعت لی جس میں حاضرین شامل ہوئے۔ حضرت صاحب کے ساتھ اجتماعی دعا کے وقت حاضرین کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ حضرت صاحب کے الوداعی سلام کے ساتھ ہی فضا ایک بار پھر نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔

دوسری نشست میں ایک تقریر کے بعد مجلس سوال و جواب ہوئی اور رات کو حضرت صاحب کا پیغام مقامی زبانوں (مورے اور جولا) میں احباب کو سنایا گیا۔ جلسہ کی کارروائی دونوں مقامی زبانوں کے علاوہ فرانسیسی میں بھی بیک وقت جاری رہی۔ اگلے روز تیسری نشست میں محترم امیر صاحب کی دعوت الی اللہ کے موضوع پر تقریر کے بعد مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا۔

لنگر خانہ مہمانوں کی خدمت کے لئے 26۔

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

زائرمیں بات چیت کی ناکامی

زائر میں صدر موبوتو اور باغی لیڈر لارینٹ کابیلہ کے درمیان ہونے والی بات چیت ناکام ہونے کے بعد زائر کی صورت حال مزید خراب اور کشیدہ ہو گئی ہے۔ باغیوں کے لیڈر کابیلہ نے اپنی فوجوں کو حکم دیا ہے کہ وہ دارالحکومت کنساشا پر حملہ کردیں۔

صدر موبوتو اور باغی لیڈر لارینٹ کابیلہ کے درمیان یہ بات چیت ایک بحری جہاز پر ہوئی تھی جس کا انتظام جنوبی افریقہ کے صدر مسٹر نیلسن منڈیلا نے کیا تھا۔ اگرچہ بات چیت ناکام ہو گئی ہے تاہم مسٹر منڈیلا نے کہا ہے کہ فریقین کچھ دنوں کے بعد دوبارہ بات چیت کریں گے۔

بات چیت میں صدر موبوتو نے اقتدار سے دستبرداری کی پیشکش کی تھی۔ مگر انہوں نے کہا تھا کہ وہ انتخابات میں حصہ نہیں لیں گے اور عام انتخابات کے بعد منتخب حکومت کو اقتدار منتقل کر دیں گے۔ لیکن باغی لیڈر نے فوری طور پر اقتدار منتقل کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ یہ مطالبہ صدر موبوتو نے ماننے سے انکار کردیا۔

بات چیت کی ناکامی دوسری دفعہ ہوئی ہے۔ اس سے پہلے بھی دونوں فریقوں میں بات چیت ہوئی تھی جس میں جنگ بندی پر اتفاق رائے ہو گیا تھا لیکن اس کے طریق کار اور ضمانتوں کے معاملے پر اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے بات چیت ناکام ہو گئی تھی۔

صدر موبوتو پر اقتدار سے دستبرداری کا دباؤ بڑھ رہا ہے۔ امریکہ کے صدر بل کلنٹن نے واضح طور پر صدر موبوتو سے کہہ دیا ہے کہ وہ اقتدار چھوڑ دیں۔ لیکن صدر موبوتو امریکہ کا مطالبہ ماننے پر آمادہ نہیں ہیں۔

زائر میں باغیوں کی قوت بڑھ رہی ہے اور اب باغیوں نے کہا ہے کہ وہ دارالحکومت کنساشا پر حملہ کریں گے۔ انہوں نے یہ حملہ حالیہ بات چیت کے نتائج کے انتظار میں روکا ہوا تھا۔

زائر میں گزشتہ دنوں ایک اور المیہ رونما ہو چکا ہے۔ زائر میں ہوتو پناہ گزینوں کو لے کر ایک ٹرین روانہ ہوئی تھی کہ اس میں گنجائش سے بہت زیادہ افراد سوار ہو گئے۔ اور جب یہ ٹرین روانہ ہوئی ہے تو 150 پناہ گزین اپنے ہی ساتھیوں کے پاؤں تلے آکر ہلاک ہو گئے۔ اقوام متحدہ کے ذرائع نے اس کو ایک المناک سانحہ قرار دیا ہے۔ اس ٹرین کی چھ بوگیوں میں 3 ہزار افراد سوار ہو گئے تھے۔ یہ پناہ گزین روانڈا سے اپنی جانیں بچانے کے لئے زائر آئے ہوئے ہیں۔ اقوام متحدہ کے ادارے ان پناہ گزینوں کو خوراک پہنچانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ مگر زائر کے باغی اس میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔ اور اقوام متحدہ کے رضاکاروں کو خوراک پہنچانے میں بہت کم وقت دیتے ہیں۔

OOO

صومالیہ میں امن سمجھوتہ

صومالیہ میں دو متحارب گروہوں کے لیڈروں یعنی حسین آئیدید اور حسن علی کے درمیان ایک سمجھوتہ طے پا گیا ہے۔ یہ سمجھوتہ یمن کے صدر عبداللہ علی الصالح کی کوششوں کے نتیجے میں ان کی میزبانی میں طے پایا ہے۔

صومالیہ کئی سالوں سے خانہ جنگی کا شکار ہے۔ جنوری 1991ء میں سابق صدر سید بارے کے اقتدار کے خاتمے کے بعد سے صومالیہ پر کسی ایک فرد کی حکومت نہیں رہی۔ متحارب گروپ ایک دوسرے پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ ان میں جنرل فرح آئیدید بھی شامل تھے جنہوں نے صومالیہ میں طاقتور فوجی گروپ بنایا اور اقوام متحدہ کی فوج کو بھی ناکوں چنے چبوا دیئے۔ انہوں نے امریکی فوجیوں کو بھی صومالیہ سے واپس جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

اب جنرل فرح آئیدید کے انتقال کے بعد صورت حال میں یہ تبدیلی آئی ہے کہ متحارب گروپ صلح پر راضی ہو گئے ہیں۔ جبکہ فرح آئیدید کے وقت میں صلح کی باتیں ناممکن ہی ہوا کرتی تھیں۔

صومالیہ افریقہ کا ایک اسلامی ملک ہے۔ صدر سید بارے کی زندگی تک یہ ایک متحد ملک رہا۔ صدر سید بارے اسلامی سربراہ کانفرنس کے بھی سرگرم ممبر تھے۔ مگر ان کے بعد ملک داخلی خلفشار کا شکار ہو گیا۔

اب امید کی جارہی ہے کہ صومالیہ میں خانہ جنگی ختم ہو کر امن کا دور دورہ ہو سکے گا۔

OOO

یاسر عرفات کی اسرائیلی صدر سے ملاقات

فلسطین کے صدر یاسر عرفات اور اسرائیلی صدر کے درمیان بات چیت ہو رہی ہے جس سے امید کی جارہی ہے کہ علاقے میں امن کا عمل جو سردست اسرائیلی وزیراعظم کی ہٹ دھرمی سے رکا ہوا ہے، پھر سے شروع ہو جائے گا۔

اسرائیل کے وزیراعظم بن یامین نیتن یاہو کی پالیسیاں روز اول سے ہی عربوں کے مخالف رہی ہیں۔ حال ہی میں مشرقی بیت المقدس کے علاقے میں یہودی بستیوں کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہونے پر عرب اسرائیل تعلقات میں سخت کشیدگی آ چکی ہے۔ شاید اسی لئے یاسر عرفات نے بات چیت کے لئے صدر سے آمادگی ظاہر کی ہے۔ جبکہ ماضی میں ساری بات چیت وزیراعظم سے ہوا کرتی تھی۔

فلسطینی صدر کی یہ ملاقات اسرائیلی صدر ایزروائز مین سے غزہ کے قریب ایک نواحی سرحدی قصبے میں ہو رہی ہے۔ اس سے قبل یاسر عرفات نے مصر کے صدر حسنی مبارک سے قاہرہ میں ملاقات کی اور مشرق وسطی کی تازہ ترین صورت حال پر گفتگو کی۔ اسرائیل کی موجودہ صورت حال میں اسرائیلی صدر کی فلسطینی صدر سے ملاقات کو بہت اہم قرار دیا جا رہا ہے۔ فلسطینی صدر نے کہا ہے کہ ابھی تک اسرائیل نے امن معاہدے کی ایک بھی شق پر عمل نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اصل مسئلہ فلسطینی عربوں کی زمین پر یہودی بستیوں کی تعمیر ہے عربوں کی سر زمین پر قبضہ خطرناک نتائج کو جنم دے سکتا ہے۔

تعارف

PATHWAY TO PARADISE

Lajna Imaillah, U. S. A.

Womens' Auxiliary,
Ahmadiyya Movement

لجنہ اماء اللہ امریکہ نے گزشتہ سال ایک کتاب شائع کی تھی جس کا عنوان تھا "جنت کا راستہ" یہ کتاب اب ہمیں ایک دوست مکرم شیخ مبشر احمد صاحب نے دی ہے۔ ہم از خود اس کا تعارف کروا رہے ہیں۔ اس کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ "لجنہ اماء اللہ امریکہ احمدیہ مومنٹ کی ایک ذیلی تنظیم ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس تنظیم کو دعوت الی اللہ کی کوششوں کی توفیق بہم پہنچائی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاصی تعداد میں ایسی خواتین سامنے آرہی ہیں جو سچائی کی متلاشی ہیں اور دین حق کو قبول کرنے میں انہیں کوئی پس و پیش نہیں۔ لجنہ اماء اللہ کی ایک ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی ممبرات کو تعلیم و تربیت کے ذریعے اس بات کے قابل بنائے کہ وہ دیگر خواتین سے صحیح رنگ میں بات کر سکیں۔ ایسا کرنے کے لئے لجنہ اماء اللہ نے لٹریچر تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

پہلی کتاب جو اس سلسلے میں شائع کی گئی وہ احمدی عورتوں کے لئے (Hand book) ہینڈ بک کے نام سے 1975ء میں شائع کی گئی تھی۔ اس وقت لجنہ اماء اللہ امریکہ کی صدر رشیدہ سعید صاحبہ تھیں۔ 1990ء کے آغاز میں یہ بات سامنے آئی کہ اس کتاب کو دوبارہ شائع کرنے کے لئے کچھ تبدیلیوں کی ضرورت ہے اور اعداد و شمار کے لحاظ سے اسے آگے بڑھانا بھی لازمی ہے۔ 1992ء کی نیشنل لجنہ کی ایگزیکٹو کی میٹنگ میں نیشنل پریذیڈنٹ امتہ الرشید عبداللہ صاحبہ نے ایک کمیٹی تشکیل دی تاکہ ایک اور کتاب تیار کی جائے جس میں جماعت میں نئی داخل ہونے والی بہنوں اور ہمارے معاشرے کی دوسری خواتین کو دین حق اور احمدیت کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔ شکورہ نوریہ صاحبہ، جو اس کمیٹی کی چیئرپرسن تھیں، نے امریکہ میں لجنہ کی تمام ممبرات کا سروے کر کے ان سے تجاویز حاصل کیں تاکہ ان تجاویز کے مطابق کتاب کو مرتب کیا جا سکے۔ جب ہر طرف سے تجاویز مل گئیں تو کمیٹی نے یہ محسوس کیا کہ ایک خاصی بڑی کتاب کی ضرورت ہے تاکہ لجنہ کی ممبرات کو تمام موضوعات سے آگاہ کیا جا سکے چنانچہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جہاں تک اس کتاب کی تدوین اور ترتیب کا تعلق ہے ڈاکٹر عزیزہ رحمان صاحبہ نے عائشہ شریف صاحبہ کے ساتھ مل کر اسے مکمل کیا۔ اس کے مختلف ابواب فاطمہ حنیف صاحبہ، شکورہ نوریہ صاحبہ، ڈاکٹر عزیزہ رحمان صاحبہ، ذکیہ محمود صاحبہ، رقیہ اسد صاحبہ اور نسیمہ یعقوب صاحبہ نے لکھے۔ کمیٹی کی دوسری ممبرات جنہوں نے اس سلسلے میں مواد فراہم کیا ان میں خلت الہ دین صاحبہ، کریم بیواکس صاحبہ، طاہرہ لطیف صاحبہ، ناصرہ بھٹی صاحبہ، صادقہ ساجد صاحبہ، تزئین احمد صاحبہ، اور عائشہ سیال صاحبہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ منور اے سعید صاحب نے اس کتاب کے مسودے کو پڑھا اور ڈاکٹر وجیہ باجوہ صاحب نے اسے ٹائپ کیا اللہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں کا انہیں اجر عطا فرمائے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور ہم اس کے شکرگزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر کوشش کو کامیاب فرمائے اور اسے ممبرات کے ہاتھ میں ان کی تربیت کے لئے ایک اچھا ہتھیار ثابت کرے آمین۔"

اسی سلسلے میں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب جو امریکہ میں احمدیہ جماعت کے امیر ہیں نے تحریر فرمایا کہ "یہ بات قابل افسوس بھی ہے اور عجیب بھی کہ دین حق جو کھلم کھلا اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ تمام مذاہب اپنی ابتدائی صورت میں سچے تھے۔ اس کو مسخ کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر ابا مغرب میں کیا جاتا ہے۔ یہ بھی بدقسمتی کی بات ہے کہ دین حق کے بعض پیرو کار گروہ دین حق کی وہی شکل پیش کرتے ہیں جو دوسرے مسخ کرنے والے پیش کرتے ہیں اور اس طرح وہ اپنے سیاسی اور مخصوص مفادات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں احمدیہ جماعت جسے حضرت مرزا غلام احمد

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ 1

ہومیو پیتھی کلاس نمبر14 نشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی جو 10- مئی 1994ء کو ریکارڈ کی گئی تھی- کان درد' دانت درد' بدبو دور کرنے کی دوا- گلے کا درد' پیٹ میں ہوا' اسہال اور قے وغیرہ کو شفا بخشنے والی دوائیوں کا ذکر ہوا- اسی طرح حاد اور مزمن اصطلاحات کی تشریح بیان کی گئی-

منگل یکم اپریل 1997ء آج ترجمہ کلام الٰہی کلاس نمبر188 میں حضرت صاحب نے ترجمہ اور اہم مقامات کی تشریح بیان فرمائی-

بدھ 2- اپریل 1997ء آج ترجمہ کلام الٰہی کلاس نمبر189 میں حضرت صاحب نے ترجمہ اور مختصر تشریح بیان فرمائی-

جمعرات 3- اپریل 1997ء آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر15 جو 16- مئی 1994ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی-

حضرت صاحب نے فرمایا کہ سانپ دو قسم کے ہوتے ہیں- ایک تو وہ جن کا زہر اعصاب پر حملہ کر کے دماغ کی باریک رگوں کو Choke کر کے دل پر اثر انداز ہوتا ہے- ایسے سانپوں میں ایک ناجا بھی ہے- دوسری قسم وہ ہے جو خون میں زہر گھولتی ہے ان میں لیکس سرفہرست ہے-

آج گٹھلیوں یعنی گلینڈز کی دوائیں بتائی گئیں اور سب سے اہم بات یہ کہ دواؤں کی تین قسمیں ہوتی ہیں (1) دواؤں کے عمومی مزاج سے واقفیت- (2) دواؤں کا اتنا مطالعہ ہو جائے کہ جب ایک مرض کی کئی دوائیں ہوں تو زیادہ مناسب دوا کی شناخت ہو جائے- (3) جب اس سٹیج پر پہنچ جائیں تو پھر بار بار ان دواؤں کو ذہن میں دہراتے اور گھماتے رہیں تاکہ Accurate Aiming میں مہارت حاصل ہو جائے-

حضرت صاحب نے کئی شفا پانے والے مریضوں کے تجارب سے کلاس کو آگاہ کیا جو ہومیو پیتھی کے حیرت انگیز طور پر موثر ہونے کی دلیل ہے-

جمعہ 4- اپریل 1997ء آج اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضرت صاحب کا ملاقات کا پروگرام تھا- اس مجلس میں کئے گئے سوالات کے مختصر جوابات درج ذیل ہیں-

○ ایک انگریز خاتون کی طرف سے یہ سوال پیش کیا گیا کہ آخری زمانہ میں عربی زبان کے تمام زبانوں پر غالب آنے کا عقیدہ ملتا ہے- اگر پہلے پتہ ہوتا تو مشکل نہ پڑتی-

حضرت صاحب نے فرمایا کہ انسان کا رجحان وحدت سے تفریق کی طرف ہے- خدا تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ایک ہی زبان عربی سکھائی- پھر دیکھیں وقت کے ساتھ ساتھ ایک آدم نے کتنے مختلف جلد کے رنگ بدلے' اسی طرح زبانیں بھی بدلتی گئیں- لیکن اب سب کو گھیر گھار کر ایک ہی مرکز پر جمع کر دیا جائے گا-

○ آسمان پر تین ہزار سال کے بعد غیر معمولی ستارے کے ظاہر ہونے پر سوال کیا گیا- جس کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے- اسی طرح مشتری سیارے پر آثار زندگی پائے جانے کے متعلق بھی سوال کیا گیا-

○ بچے کی پیدائش پر لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک بکرا ذبح کرنے میں کیا حکمت ہے؟

حضرت صاحب نے فرمایا کہ اقتصادی نظام میں لڑکی کی ذمہ داری آمد و خرچ دونوں میں عورت سے دگنی رکھی گئی ہے- اس لئے لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے قربانی کی یہ نسبت مقرر کی گئی ہے- اس قربانی کا تعلق حج سے ہے- یہ قربانی اور سر منڈانا دونوں ہی بچپن سے زندگی وقف کرنے کا پیغام دیتے ہیں-

○ انسان جب گناہوں سے معافی مانگتا ہے تو قبولیت معافی کے کیا آثار ہیں؟

حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر وہ گناہ کی عادت چھوٹ جائے تو سمجھو کہ یہ قبولیت دعا کا نتیجہ ہے-

○ خدا تعالیٰ نے یورپ اور کئی دوسرے ممالک پر بے حد احسانات کئے ہیں لیکن نبی سے نہیں نوازا-

حضرت صاحب نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ ان کے نبی تھے اور وہ سارے وعدے جو حضرت عیسیٰؑ سے کئے گئے وہ سب ان لوگوں کے حق میں پورے ہوئے اور انہی سے فیض پا رہے ہیں-

○ سوال کیا گیا کہ خاص طور پر غیر احمدی لوگوں کے بچے کنٹرول میں نہیں ہیں اس کا کیا علاج ہے؟

حضرت صاحب نے فرمایا کہ احمدیوں کے بچے کنٹرول میں ہونے کی بنیادی وجہ احمدی فیملی سسٹم ہے' وہ زیادہ باہر نہیں جاتے' گھر سے تعلق نہیں توڑتے' بڑوں کا احترام ہے اور Generation Gap نہیں ہے- لیکن کئی احمدی خاندان جنہوں نے احتیاط سے کام نہیں لیا ان کی بچیاں بھی ضائع ہو گئیں- فیملی سسٹم ایسا پرکشش ہونا چاہئے کہ بچے گھر میں رہیں- خدا کے فضل سے احمدیہ ٹیلی ویژن نے یہ موقعہ مہیا کر دیا ہے اور ہمارے بچوں کو براہ راست مرکزی اور عالمی تربیت مل رہی ہے-

○ کائنات کے ختم ہونے کے سوال پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہر مخلوق چیز کی اجل مسمی ہے- ہو سکتا ہے کہ کائنات کے اختتام کو ایک بلین سال یا دس بلین سال لگیں-

○ ایک سوال یہ تھا کہ بچے پوچھتے ہیں کہ اللہ میاں نظر کیوں نہیں آتا؟

حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہوا اور ٹی-وی پر کام کرنے والی لہریں بھی تو نظر نہیں آتیں اس لئے کہ وہ لطیف ہیں- خدا تعالیٰ کی ذات بہت لطیف ہے اس لئے آنکھوں سے نظر نہیں آتی-

○ صفات باری تعالیٰ میں ایک صفت متکبر ہے حالانکہ انسان کے سلسلے میں یہ صفت بری سمجھی جاتی ہے-

حضرت صاحب نے فرمایا انسان کی بڑائی میں کوئی سچائی اور حقیقت نہیں وہ ناحق بڑا بننے کی کوشش کرتا ہے- لیکن خدا تعالیٰ کی ہر بڑائی سچی اور اظہار حق ہے-

○ حضرت مسیح علیہ السلام کے پنگھوڑے اور ادھیڑ عمر میں باتیں کرنے کی حقیقت کے بارے میں بھی سوال کیا گیا-

○ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن مجید کو تحریر میں لانے یعنی کتابی صورت میں اکٹھا کرنے کے بارے میں سوال و جواب ہوئے-

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن 18- اپریل 1997ء)

بقیہ صفحہ 4

کہ اس واسوخت پر تو داغ دہلوی نے کہا تھا کہ مختار میرا سارا کلام لے لے اور اپنی یہ واسوخت مجھے دے دے تو مجھے خوشی ہوگی-

مجھے یاد ہے کہ میں نے ہلکے سے انداز میں واسوخت کا ذکر حضرت حافظ صاحب سے کیا تھا آپ کی طرف سے حوصلہ افزائی نہ پا کر دوبارہ یہ بات کرنے کی جسارت نہیں ہوئی-

آپ کا حافظہ بلا کا تھا- کوئی حوالہ درکار ہوتا تو فرماتے اس الماری سے فلاں خانے سے دائیں طرف سے اتنے نمبر پر کتاب رکھی ہے اس کا صفحہ فلاں نکالو- ابھی بمشکل کتاب اٹھا کر صفحہ نکال رہے ہوتے تو آپ پیراگراف کے پیراگراف بول دیتے اور فرماتے دیکھو میں ٹھیک حوالہ پڑھ رہا ہوں-

آپ کی چارپائی پر جو چادر بچھی ہوتی اس کے نیچے دونوں طرف مختلف کاغذ رکھے ہوتے- جب چادر تبدیل کرنا ہوتی تو آپ اس کے اوپر دوسری چادر بچھوا لیتے پھر ان تہوں میں ضروری تحریرات جگہ پاتیں آپ کو ایک ایک کاغذ یاد ہوتا کہ کون سی تہ میں اور کس طرف کس جگہ رکھا ہے- آپ نے اس سلسلہ میں ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ شاہجہان پور میں تو بعض اوقات ایک ایک درجن چادریں اوپر نیچے بچھ جاتیں پھر آپ اس پلنگ کو ہی کسی دوسرے کمرہ میں رکھوا دیتے اور یوں چادروں کی یہ تہیں شیلف کا کام دیتیں- آپ دوسرا پلنگ بچھواتے اور پھر اس کا ایسا ہی استعمال ہونے لگتا- حیرت کی بات یہ تھی کہ آپ کو یہ کبھی نہ بھولتا کہ کون سا کاغذ کس تہ میں کس مقام پر ہوگا-

میری حضرت حافظ صاحب سے قریب پچیس سالہ نیاز مندی کے دوران بے شمار ایسے حیران کن' روح افزا روحانیت سے بھرپور باتیں اور واقعات ہوئے جو اب یادداشتوں میں گڈمڈ ہو گئے ہیں- کبھی ایک بات یاد آتی ہے تو کبھی دوسری-

گلشن احمد کے یہ پھول کس قدر روح افزاء تھے کتنی اعلیٰ و ارفع خوشبوؤں کے حامل تھے یہ لوگ- وائے حسرت کہ میں نے ان رفقائے کار کا زمانہ تو پایا لیکن ان برکات و فیوض کو جذب کرنے کا حق ادا نہ کر سکا- اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور میرا خاتمہ بالخیر کرے- آمین-

○○○

بقیہ صفحہ 5

مارچ سے 3- اپریل تک جاری رہا- لجنہ نے پکوائی کا بہت عمدہ انتظام کیا- شعبہ سمعی بصری کے تحت پنڈال کے اندر اور باہر لاؤڈ سپیکرز کا انتظام تھا- حضرت صاحب کا پروگرام دکھانے کے لئے 5 ٹی-وی سیٹ مختلف جگہوں پر رکھے گئے تھے-

جلسہ کے مہمانوں کی رہائش کے لئے مشن ہاؤس کے علاوہ ایک بڑی عمارت بھی کرایہ پر حاصل کی گئی تھی- بفضل خدا جلسہ کے تمام انتظام بخیر و خوبی طے پائے اور تمام شرکاء جلسہ نئے ولولہ کے ساتھ واپس لوٹے-

اللہ تعالیٰ اس جلسہ سے وابستہ تمام برکات کو ہمارے حق میں دائمی بنائے اور روزافزوں ترقیات سے نوازے-

(رپورٹ- ظفر اقبال ساہی)

(الفضل انٹرنیشنل لندن 25- اپریل 1997ء)

بقیہ صفحہ 6

صاحب (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے 1889ء میں قائم فرمایا تھا دنیا بھر میں دین حق کی صحیح تعلیم پیش کرنے میں کوشاں ہے- اور حقیقت یہ ہے کہ دین حق جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے نئے پیروکاروں کے حصول کے لئے کبھی طاقت استعمال نہیں کی- دین حق یہ بات بھی پیش کرتا ہے کہ ہر مذہب کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ کچھ نہ کچھ آسمانی سچائی اس کے پاس موجود ہے اور وہ اتحاد اور برداشت کی تعلیم دے' نہ کہ تقسیم اور اشتقاق کی-

اس مختصر سی کتاب میں ساری باتوں کا بیان تو ممکن نہیں لیکن لجنہ اماء اللہ جو احمدیہ جماعت کی ایک ذیلی تنظیم ہے نے اس کتاب میں عورتوں کے متعلق دین حق کی تعلیم کا ذکر کیا ہے- شادی کے بارے میں بھی اور اس کے علاوہ بعض دیگر امور کے متعلق جو آج کل عام طور پر زیر بحث رہتے ہیں' تعلیم پیش کی گئی ہے- اگرچہ یہ کتاب بنیادی طور پر ان کے لئے ہے جو جماعت میں نئے داخل ہوتے ہیں لیکن امید کی جاتی ہے کہ یہ اس سے زیادہ وسیع تر حلقے میں اپنی افادیت ثابت کرے گی-

لجنہ اماء اللہ کی اس کوشش کو سراہا جانا چاہئے اور وسیع تر حلقے میں اس کی پذیرائی ہونی چاہئے- کتاب کے سات ابواب ہیں اور یہ 131 صفحات پر مشتمل ہے- ضمیمہ کے طور پر اس میں حوالہ جات کے لئے کتب کا ذکر ہے جس میں کلام الٰہی کے حوالے دئے گئے ہیں اور دیگر ایسی کتابوں کے عنوان دئے گئے ہیں- جنہیں مطالعہ کرنے سے علم کو بڑھایا جا سکتا ہے- ایک حصے میں آڈیو ٹیپس کی فہرست دی گئی ہے-

ہم لجنہ اماء اللہ امریکہ کو اس کتاب کی اشاعت پر مبارکباد دیتے ہیں اور اپنی اس دلی خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ اسے زیادہ سے زیادہ شائع کر کے جماعت میں تقسیم کیا جائے- اگرچہ کتاب کا کاپی رائٹ حاصل کر لینا بھی اہمیت کا حامل ہے لیکن ایسی کتابیں جن سے ذاتی منفعت مقصود نہ ہو انہیں عام حالات میں اگر ہر شخص یا ہر گروہ یا ہر جماعت کو شائع کرنے کی اجازت دے دی جائے تو علم کے حلقے کو وسیع سے وسیع تر کیا جا سکتا ہے- یہ ایک ذاتی سی خواہش ہے- اس کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں کہ اس کتاب کا بھی کاپی رائٹ لجنہ اماء اللہ امریکہ کے پاس محفوظ ہے-

(ن-س)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : مئی-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 23 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 28 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ حکومت ہنگامی اقدامات کر رہی ہے۔ اب دہشت گرد اپنی خیر منائیں۔ کوئی بااثر شخص قانون کی زد سے نہیں بچے گا۔ بلیک میلر صحافت کی آڑ میں شریفوں کی پگڑیاں اچھال رہے ہیں۔ یہ لوگ ناسور ہیں۔ منڈی بہاؤالدین میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اشرف مارتھ کو جس بے دردی سے قتل کیا گیا وہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے اتنا سخت قانون بنائیں گے کہ ملک دشمنوں اور دہشت گردوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ملک قوم اور امن کے دشمنوں کو عبرت ناک انجام تک پہنچانا ضروری ہے جس کے لئے ہنگامی اقدامات ضروری ہیں۔

○ وزیراعظم نواز شریف چوہدری شجاعت حسین اور پرویز الہی سے بغل گیر ہو کر آبدیدہ ہو گئے۔ وزیراعظم نے صحافیوں کو کہا کہ خاموش رہیں یہ دکھ کا وقت ہے۔ چوہدری پرویز الہی کرب میں مبتلا تھے اشارے سے دعا کا کہتے رہے۔ چوہدری شجاعت بھی چپ رہے۔

○ ایس ایس پی گوجرانوالہ چوہدری اشرف مارتھ کو ان کے آبائی شہر سکھر پور پنڈ دادن خان میں دفن کر دیا گیا۔ نماز جنازہ خصوصی حفاظت کے ساتھ مسجد غوثیہ منڈی بہاؤالدین میں ادا کی گئی۔ وزیراعظم سمیت ملک کی اہم شخصیات نے شرکت کی۔

○ ایس ڈی او ہائی وے گجرات شہباز خان کو نامعلوم افراد نے قتل کر دیا۔

○ حکومت نے اشرف مارتھ کے قاتلوں کے بارے میں اطلاع دینے والوں کے لئے دس لاکھ روپے نقد کا اعلان کیا ہے۔ اطلاع دینے والے کا نام راز میں رکھا جائے گا۔

○ آٹے کے مسئلے پر بحث کے دوران قومی اسمبلی میں سپیکر کے غیر پارلیمانی رویہ پر شدید ہنگامہ ہو گیا۔ اپوزیشن ارکان نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ آٹا بھی کھا گئے اور جواب بھی نہیں دیتے۔ باہر آٹا نہیں ملتا ایوان میں جواب نہیں ملتا۔ حکمران جماعت کے ارکان کی طرف سے بھی سپیکر کے غیر پارلیمانی رویہ پر زبردست تنقید کی گئی۔ ہنگامہ آرائی پر سپیکر نے دس منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کر دیا۔ اجلاس دوبارہ شروع ہونے پر ایوان میں زبردست نعرہ بازی ہوئی۔ پیپلز پارٹی والوں کو سپیکر نے چلانے سے روکا تو انہوں نے الزام لگایا کہ بحران میں آپ بھی ملوث ہیں۔

○ وزیر خوراک سیدہ عابدہ حسین نے کہا کہ گندم کی سمگلنگ روکنا مشکل ہے۔ بحران دولت مند پیدا کرتے ہیں۔ ان کے اس بیان پر حکومتی ارکان نے احتجاج کیا۔ وزیر خوراک غیر متعلقہ باتیں کر رہی ہیں۔ ارکان کے احتجاج پر سپیکر نے وزیر کو مزید تقریر سے روک دیا۔

○ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان تحویل مجرمان کا کوئی معاہدہ نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ 3 سال میں 3131۔ افسر اور سیاستدان گرفتار ہوئے۔ سابق وزیر اعلیٰ سندھ سید عبداللہ شاہ غیر قانونی طور پر بحری جہاز کے ذریعے ملک سے فرار ہوئے۔ حکومت کراچی میں ماورائے عدالت ہلاکتوں کی تحقیقات کے لئے کمیشن تشکیل دینے پر غور کر رہی ہے۔

○ مغلپورہ تھانہ لاہور کی پچھلی دیوار کے قریب اور امام بارگاہ عبدالفضل عباس کے چند قدم کے فاصلے پر بم دھماکہ سے تھانے سمیت قرب وجوار کی عمارتوں کے شیشے ٹوٹ گئے، تاہم کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ دھماکہ کے وقت تھانہ میں مقامی ایس ایچ او کی صدارت میں محرم الحرام کے بارے میں امن کمیٹی کا اجلاس ہو رہا تھا۔ امام بارگاہ کے سامنے نامعلوم افراد نے پیر اور منگل کی شب اندھا دھند فائرنگ بھی کی تھی۔

○ دہشت گردی روکنے کے لئے خفیہ ایجنسیاں حرکت میں آگئیں۔ وزارت داخلہ نے خفیہ اداروں کو دہشت گردوں کے ممکنہ "ٹارگٹوں" کی فہرست فراہم کر دی ہے۔ دہشت گردوں کے نیٹ ورک کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا لیا گیا۔ دہشت گردوں کو پکڑنے میں ناکامی کے باعث حکمت عملی میں بعض بنیادی تبدیلیاں لائی گئی ہیں۔

○ سندھ اسمبلی کا اجلاس گزشتہ روز اڑھائی گھنٹے تاخیر سے شروع ہوا۔ اس کے بعد ایوان مچھلی بازار کا منظر پیش کرتا رہا۔ ایوان میں کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ سپیکر نے تقریباً 20 منٹ تک شور شرابا اور الزامات پر مبنی تقاریر کے آخری حصے کارروائی سے حذف کر دیئے۔ بار بار کہنے پر بھی جب حزب اقتدار اور حزب مخالف کے ارکان شور شرابے سے باز نہ آئے تو سپیکر نے کہا کہ ایک دوسرے کے خلاف بکواس بند کی جائے۔

○ گیس کی قیمتیں نہیں بڑھائی جائیں گی۔ بلوچستان فاٹا اور آزاد کشمیر کے مخصوص علاقوں کو بجلی کی سبسڈی ختم کر دی جائے گی۔ وزیر پٹرولیم چوہدری نثار علی نے پریس کانفرنس میں کہا کہ نہ تو گیس کنکشنوں کی تعداد کم کی جارہی ہے اور نہ ان پر پابندی لگائی جارہی ہے۔ نگران حکومت نے تعداد کم کی تھی لیکن موجودہ حکومت نے گیس ملک کے کونے کونے میں پہنچانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

○ بھارتی وزیراعظم آئی کے گجرال نے کہا ہے کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔ نواز شریف سے مذاکرات شملہ سمجھوتے کے تحت ہوں گے۔ پارلیمنٹ میں بیان دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بھارت کے اس موقف کے منافی کوئی دوسری بات تسلیم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

○ بھارت میں پاکستانی ہائی کمشنر نے کہا ہے کہ مالدیپ میں پاک بھارت وزرائے اعظم کی ملاقات میں کوئی بڑے نتائج برآمد نہیں ہوں گے۔ پاک بھارت مذاکرات میں کشمیریوں کی شرکت کا مطالبہ قبل از وقت ہے۔

○ گجرات کے ایک ہوٹل میں بم دھماکہ ہونے سے 2۔ افراد زخمی ہو گئے۔ ہوٹل کے مالک سمیت 6۔ افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے ہوٹل کے اردگرد پہلے بھی دھماکے ہو چکے ہیں۔ پولیس نے جائے وقوعہ کو گھیرے میں لے لیا ہے۔

○ قومی اسمبلی میں اپوزیشن کی طرف سے خواتین کی نشستوں کی بحالی کا بل مسترد کر دیا گیا۔ اس کی حمایت میں صرف 10 ووٹ جبکہ مخالفت میں 70 ووٹ پڑے۔ مسلم لیگی ارکان نے کہا کہ خواتین کو نمائندگی دی گئی تو کل بچے بوڑھے حتیٰ کی تیسری جنس بھی نمائندگی مانگے گی۔ ضروری ہے تو خواتین کا علیحدہ ایوان بنا دیا جائے۔ اپوزیشن نے کہا کہ دونوں جماعتوں نے اپنے منشور میں خواتین کی نشستیں بحال کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس بل کی مخالفت اپنے ہی منشور سے انحراف ہے۔ حکومت بلاشک کریڈٹ لے لیکن اکثریت کی بنیاد پر بل کو بلڈوز نہ کرے۔ حکومت نے کہا کہ حکومت اپنا بل لائے گی۔ خصوصی کمیٹی آئینی ترامیم کے ضمن میں پیکیج تیار کر رہی ہے۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کو ان کی حکومت کے خلاف سازش کی اطلاع نیو یارک میں ایک پاکستانی نے دی۔ ایک تقریب کے دوران پاکستانی صنعت کار یوسف ہارون نے نائب صدر الگور کے ساتھ تصویر بنوانے کی کوشش کی تاکہ سازش میں امریکی حکام کی شرکت کا تاثر پیدا ہو۔ امریکی حکام کو ان کے عزائم کی خبر مل گئی۔ منصور اعجاز نے بے نظیر کو سازش سے آگاہ کیا۔ یوسف ہارون کے علاوہ میجر جنرل علی قلی خان بھی اس میں ملوث تھے۔ تختہ الٹنے کی سازش پر 40 فوجی افسر گرفتار ہوئے لیکن صرف چار پر مقدمہ چلایا گیا۔ جس کی وجہ سے مغربی میڈیا کو سازش کی سنجیدگی پر شک ہوا۔

فرحت علی جیولرز اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹرز: غلام سرور طاہر اینڈ سنز
فون 213158

کوٹھی برائے فروخت
دارالبرکات ربوہ میں مرکزی شاہراہ کالج روڈ پر ایک کنال رقبہ پر تعمیر شدہ کوٹھی۔ رہائشی اور کمرشل مقاصد کے لئے موزوں۔ جملہ سہولیات مہیا قابل فروخت ہے۔
رابطہ کیلئے: محمد رفیق
2/4 دارالبرکات کالج روڈ ربوہ
فون: 212485

خوشخبری
جارجٹ۔ ڈبل جارجٹ۔ ٹرپل جارجٹ
انتہائی کم قیمت پر جاپانی کپڑا کی ٹاپ کوالٹی ہر کلر میں جدید ڈیزائنوں میں تیار کوٹ اور برقعے نیز جاپانی سوٹ بھی دستیاب ہیں۔ نیز کوٹ اور برقعے کی ارجنٹ سلائی بھی کی جاتی ہے۔
ایم اشرف ٹیلرز
فون: دوکان 211365
گھر 211368
قریشی مارکیٹ گولبازار ربوہ

ضرورت ہے
• آفس ورک کیلئے تعلیم کم از کم میٹرک عمر 25 تا 35 سال
• گھریلو کام کے لئے خادم
• ڈرائیور (تجربہ کار) عمر 40 تا 55 سال
پتہ برائے رابطہ:-
میاں بھائی
پٹہ کمانی فیکٹری گلی نمبر 5
نزد الفرخ مارکیٹ کوٹ شہاب الدین
جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور
فون: 7932514
7932515
7932516

"ایک آواز دنیا کے کناروں تک"
پروفیسر میاں محمد افضل کی کتاب ان کے مخصوص انداز میں لکھی ہوئی۔ علمی مضامین۔ انشائیے اک شمع فروزاں اور اس کے پروانے۔ تاریخ احمدیت کے سنگ ہائے میل۔ روشنی کے مینار اور گلہائے رنگارنگ۔ سب آپ کی پسندیدگی کے طالب
262 صفحے قیمت 50/- + محصول ڈاک 16/- روپے
انور کلیم 28/ج فیروزپور روڈ
لاہور۔ 54600